رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

جلد ۷ | ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۹ء | شنبہ | مطابق ۲۲ محرم ۱۳۳۸ھ | نمبر ۳۱

مدینۃ المسیح

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب ڈیرہ دون سے جہاں آپ آنریری طور پر گورنمنٹ کی فوجی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ دو تین دن کے لئے تشریف لائے۔ اور ۱۶۔ اکتوبر کی صبح کو واپس چلے گئے۔

ہفتہ مختتمہ ۱۷ اکتوبر تک حسب ذیل اصحاب تشریف لائے:
سمیع اللہ صاحب شاہجہانپور سے۔ جناب عبد القادر صاحب ملتان سے۔ مولوی امام الدین صاحب دولیال ضلع جہلم سے۔ جناب غلام حسن خان صاحب نوشہرہ پشاور سے۔ مولوی عبد السلام صاحب کنگ سے۔ ڈاکٹر مطلوب خان صاحب سرحد سے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے مہمان ارد گرد سے تشریف لائے +

نامۂ لنڈن

انگلستان میں تبلیغ
ایک خاتون کا قبول اسلام
دو مرد احمدی ہوئے

(نوشتہ جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نیرؔ)

لنڈن کا موسم اگست پہلا نصف سورج کی تمازت کے لحاظ سے موسم کو ایسا رنگ دے رہا تھا کہ مغرب میں مشرق کا سماں دکھائی دیتا تھا۔ بہت سے لوگوں کو یہاں گرمی سے سخت صدمہ پہونچا۔ موتیں بھی ہوئیں۔ اور ایک عورت پاگل ہو گئی۔ مگر اب موسم بدل گیا ہے اور کبھی گرم اور کبھی سرد ہوتا ہے۔ گاہے بارش آجاتی ہے ایسے بدلنے والے آسمان کے نیچے احمدی مبلغین اپنے آقا اور اپنی جماعت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان کی روحانی و جسمانی صحت کے لئے دعا کرتے رہیں +

ملاقاتیں ہفتہ رواں میں جو لوگ مکان پر آئے۔ ان میں قابل ذکر یہ ہیں:۔ اوّل ایک مسیحی ڈاکٹر ہے۔ جو اسلام کی خوبیوں کے سننے کا شیدا ہے۔ اور ہمارے سلسلہ میں دلچسپی لیتا ہے۔ دوم ایک کیتھولک نوعمر تعلیم یافتہ لڑکی ہے۔ جو گھنٹوں مبلغین کے ساتھ گفتگو کرتی ہے۔ اور پھر کہدیتی ہے۔ میں مسیحی ہوں۔ اور مرتے دم تک مسیحی رہونگی۔ وہ مفتی صاحب سے عربی پڑھتی ہے۔ اور اب اس عاجز سے اردو پڑھنے لگی ہے۔ سوم۔ ایک نو مسلمہ تعلیم یافتہ جو حاضری پر ہمارے ساتھ شریک ہوئی اور سلسلہ عالیہ کے فضائل کا اعتراف کرتی رہی۔ اور بہت اچھا اثر لیکر گئی ہے

چہارم کچھ عرب اور مصری نوجوان اور چند ملاح مکان پر آکر سلسلہ کے حالات سُن گئے ہیں۔ اور بحث کرتے رہے ہیں۔ بیگم ایک خاتون اپنی نے نام کو اسلام سمجھایا گیا ہے جن لوگوں کے مکان پر جا کرتے ہیں۔ ان میں سے قابل تذکرہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) مسٹر احمد دین کا راحمدی۔ جو ایک پرجوش آدمی ہیں۔ اور ان کی بیوی آمنہ (انگریز خاتون) اور ان کے بچوں سے ملاقات ہوئی۔ اور سلسلہ کی اشاعت کے متعلق بعض مفید تجاویز کی گئیں۔ انشاء اللہ عنقریب لنڈن میں تبلیغ کا دوسرا مرکز بھی قائم کیا جائیگا +

(۲) دو مصدقہ خواتین سے ملاقات ہوئی۔ اور ان کی محبت۔ خاندانی وجاہت اور احمدیت کے ساتھ ہمدردانہ رویہ دیکھ کر طبیعت متاثر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ان کی نیکی کے باعث ان کو نور اسلام سے منور کرے۔ ہر دو خواتین نے ہماری پُر تکلف دعوت کی۔ اور ان کے ذریعہ سے ہم نے نئی ملاقاتیں کیں۔ اور نئے لوگوں کو تبلیغ کی گئی۔

تقسیم لٹریچر اور عام تبلیغ

ان ملاقاتوں کے لئے ہمارا وقت اور کافی رقم خرچ کرنی پڑتی ہے۔ اور جس طرح ہم خرچ کرتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے لوگ بھی خرچ کرکے آتے ہیں۔ اس لئے ملاقاتیں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ مگر ساتھ ہی اس کے وقت بھی چونکہ تھوڑا ہے۔ اس لئے راستہ چلتے وقت اور ٹرام و موٹر بس لٹریچر تقسیم کیا جاتا ہے۔ سیلون کے دوستوں نے ایک تازہ ٹریکٹ چھاپ کر کافی تعداد میں ہم کو بھیجا ہے۔ اور اس دنیا کو عذاب الٰہی سے ڈرا کر زمانہ کے رسول کی طرف متوجہ کیا ہے۔ حضرت مفتی صاحب نہایت عمدگی سے رسائل تقسیم کرتے ہیں۔ اور ہر قسم کے آدمیوں کو دلربا الفاظ کے ساتھ مخاطب کرکے ان کے ہاتھ میں کاغذ پہونچا دیتے ہیں۔ مثلاً کل چند لڑکیاں تھیں۔ دو چار تھیں۔ آپ نے ان کو مخاطب کر لیا سبز پگڑی کی طرف ان کی آنکھیں تو پہلے تھیں۔ اب اور متوجہ ہوئیں۔ اور مفتی صاحب کا کہنا تھا کہ "تم چار ہو؟" وہ ہنس کر بولیں۔ ہاں چار ہاں چار۔

مفتی صاحب۔ یہ چار چاروں کے لئے (چار رسالے ایک کے ہاتھ میں دیدئے۔)

لڑکیاں۔ آپ کا بہت شکریہ۔ تھنک یو سو مچ۔

اور ایک موقعہ پر تار لانے والی لڑکیاں مل گئیں۔ مفتی صاحب نے ان کا اس طرح مکالمہ ہوا۔

سبز پگڑی والا مفتی۔ کیا آپ میرے لئے کوئی پیغام لائی ہیں؟

لڑکیاں۔ نہیں۔

مفتی۔ اچھا آپ نہیں تو میں آپکے لئے پیغام لایا ہوں لیجئے۔ اور جھٹ چند رسالے دیدئے۔

لڑکیاں۔ تھنک یو۔

گاڑیوں میں جب رسالے دئے جائیں۔ تو بعض دفعہ تو جواب ملتا ہے "نہیں شکریہ" اور بعض جگہ نہ صرف رسالے لیا جاتا ہے۔ بلکہ دیر تک گفتگو بھی ہوتی ہے اور سوال پوچھے جاتے ہیں۔ اور بعد میں خط بھی آتے ہیں۔

خطبہ و لیکچر

خطبہ جمعہ ہفتہ رواں میں اس عاجز نے پڑھا۔ حاضرین میں سے ایک مصری نوجوان اور ایک انگریز احمدی خاتون بہت متاثر معلوم ہوتے تھے۔ جمعہ کے دن ڈاکٹر عبد الحکیم خان احمدی بیرسٹری اسسٹنٹ ہسٹن کورٹ سے تین اور آدمیوں کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ ایتوار کے روز ۸ بجے شام لیکچر ہوا۔ اس کا اشتہار ڈاک کے ذریعہ دیدیا گیا تھا۔ اور اعلان ہمارے مکان کی دیوار پر مفصلہ ذیل موٹے الفاظ میں چھاپ کر چسپاں کئے گئے تھے۔

"Mohammad The Perfect Idol"

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کامل نمونہ ہیں۔

حاضری کافی تھی۔ حاضرین میں علاوہ احمدی انگریز خواتین و مردوں کے ملاقاتیوں میں ذکر ہونیوالے مسیحی ڈاکٹر اور کیتھولک مسیحی بھی تھے۔ اور انکے علاوہ ایک برازیلی جنٹلمین مع اپنی انگریز اہلیہ کے تھا۔ لیکچر اس عاجز نے دیا اور اللہ کے فضل سے کامیاب ہوا۔ لیکچر کے بعد ڈاکٹر موصوف نے نہایت محبت کے الفاظ میں ریمارکس کئے اور اسلام کی طرف میلان ظاہر کیا۔ تقریر کے بعد بعض لوگوں سے سلسلہ عالیہ کے متعلق مجھ سے اور چودھری صاحب سے گفتگو ہوتی رہی۔ ایک نو مسلم دوست نے مضافات لنڈن میں احمدیت پر کئی کامیاب لیکچر دئے ہیں۔ اور بہت لوگ سلسلہ کی نسبت دریافت کر رہے ہیں +

قبول اسلام و احمدیت

اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہماری ادنیٰ کوششوں کا نتیجہ ہفتہ رواں میں یہ ہوا۔ کہ ایک معزز صاحب مال خاتون اس عاجز کے ذریعہ احمدی مسلمان ہو کر سیدنا محمود احمد کی غلامی میں داخل ہوئی۔ اس کی درخواست بیعت حضور میں پہونچا دی ہے۔ اس خاتون کا نام ایمی سے تھا۔ اور اسلامی نام میں نے عایشہ رکھا ہے۔ اس کے علاوہ عاجز اور حضرۃ مفتی صاحب کی تبلیغ سے دو عرب حاجی علی موسیٰ اور حاجی حسن احمدی ہوئے ہیں۔ حضرت کی خدمت اقدس میں ان کی درخواستہائے بیعت بھجوا دی ہیں۔

چودہری فتح محمد صاحب کی تبلیغ سے ایک معزز تعلیم یافتہ خاندانی انگریز فوکسٹن میں اپنے تئیں احمدی کہنے لگا ہے۔

ایک تازہ مصدقہ

انگلستان میں حضرت مفتی صاحب کے تعلقات و کوشش سے ایک ایسے لوگوں کی جماعت بن رہی ہے۔ جو اسلام سے محبت رکھتے ہیں۔ اور اپنا اسلامی نام رکھنا پسند کرتے ہیں اگر اللہ تعالےٰ کا خوف نہ ہو۔ اور لوگوں سے روپیہ وصول کرنا ہی محض مطمع نظر ہو۔ تو ان لوگوں کے نام مسلمانوں کی فہرست میں درج کئے جا سکتے ہیں۔ مگر ہمارا کام تقویٰ پر مبنی ہے۔ اور سوائے ان لوگوں کے جو بیعت فارم پر دستخط کریں۔ اور احمدیت کو قبول کریں۔ ہم کسی کا نام اسلام قبول کرنیوالوں میں درج نہیں کرتے۔ ہفتہ رواں میں ایک خاندانی خاتون مس رینلڈ نام نے اپنے کو مصدقین کی برادری میں شامل کیا۔ اور حضرت مفتی صاحب سے اپنا نام سعیدہ رکھوایا۔ خط و کتابت میں مفتی صاحب کے ساتھ یہ لوگ اسلامی نام استعمال کرتے ہیں۔

درخواست دُعا

برادر مرغوب اللہ صاحب سیکرٹری جماعت کالپور لکھتے ہیں کہ کالپور میں مسجد احمدیہ بنانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ احباب دعا فرماویں + شیخ رحمت علی صاحب ڈیرہ نانک کا پوتا بیمار ہے۔ اور برادر صوبے خان صاحب احمدی ملازم توپ خانہ ۲۳ بعض مشکلات میں ہیں۔ ان کیلئے دعا کیجاوے +

نماز جنازہ

مساۃ جیوی والدہ کرم الٰہی احمدی سکنہ نابھہ اور منشی اللہ دتا صاحب مدرس شہر جھنگ کی والدہ اور مولوی محمد رفیق صاحب انسپکٹر پولیس بریم پور ضلع شاہ آباد کا لڑکا اور میاں جھنڈو رنگریز محلہ [illegible] کا لڑکا بنام اسمٰعیل فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب نماز جنازہ غائب پڑھیں۔ اللّٰھم اغفر لھم +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۸ - اکتوبر ۱۹۱۹ء

السلام علیٰ حق الجدید

(نمبر ۳)

اسلام میں ہر امر جدید مذموم نہیں

(از جناب منشی خادم حسین صاحب)

الفضل کے گذشتہ دو نمبروں میں یہ ثابت کیا گیا تھا کہ احمدیت ہرگز جدید نہیں۔ بلکہ بلحاظ اپنی روایات کے شیعیت واثنا عشریت البتہ جدید ہے۔ اس نمبر میں انشاء اللہ یہ ثابت کیا جائیگا۔ کہ ہر ایک امر جو جدید ہو یا عوام کو جدید معلوم ہو۔ دراصل مذموم نہیں ہوتا۔ خصوصاً جس کی طرف دعوت کرنیوالے انبیاء یا ان کے خلفائے راشدین یا ائمہ مجددین و مامورین منجانب اللہ صلوات اللہ علیہم اجمعین ہوں اس دعوے کی تائید میں بہت سے نصوص صریحہ و احادیث صحیحہ پیش کئے جاسکتے ہیں۔ مگر بخوف طوالت دو چار شواہد پر اکتفا کرتا ہوں:۔

اوّل۔ قرآن مجید میں خود اسلام کو ذکر محدث یا امر جدید سے تعبیر کیا گیا ہے جیسے کہ خداوند کریم نوع انسان کی غفلت شعاری و فساد بے تمیزی و شقاوت پسندی کی شکایت کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون ما یاتیھم من ذکر من ربھم محدث الا استمعوہ وھم یلعبون۔ کہ لوگوں کے حساب کا وقت قریب آگیا۔ اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں جو نئی نصیحت ان کے رب کے پاس آتی ہے۔ اُسے کھیل میں لگے ہوئے سنتے ہیں۔

اب غور کا مقام ہے کہ آج سے تیرہ سو برس پہلے خدا نے فرمایا کہ لوگوں کے حساب کا وقت قریب آگیا اور وہ غفلت کے نشہ میں ایسے سرشار ہیں کہ جو نئی نصیحت انکو خدا کی طرف سے بھیجی جاتی ہے۔ اس کو ہنسی ٹھٹھوں میں اُڑا دیتے ہیں۔ باوجود اسقدر مرور ایام و سنین کے تغافل شعار انسان کی حالت جیسی افسوسناک اسوقت تھی۔ ویسی کی ویسی اب بھی ہے کہ مہدی موعود و مسیح موعود کے امر کو بھی وہ امر جدید قرار دے کر اس پر تمسخر اور استہزا کرنے سے باز نہیں آتے۔ حالانکہ آثار و علامات قرب قیامت بکثرت ظاہر ہو چکے۔ اور آئے دن ہو رہے ہیں۔

دوم۔ حدیث بعثت مجددین یہ ہے:۔ عن ابی ھریرۃ فی ما اعلم عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ ابوداؤد کتاب الملاحم مطبوعہ کانپور صفحہ ۵۸۹۔

اس حدیث کے متعلق شارح نے لکھا ہے:۔ اتفق الحفاظ علیٰ تصحیحہ منھم الحاکم فی المستدرک والبیھقی فی المدخل وممن نص علیٰ صحتہ من المتاخرین الحافظ ابن حجر الخ۔ کہ حفاظ حدیث نے اس حدیث کی صحت پر یقین کیا ہے۔ منجملہ حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے مدخل میں۔ اور متاخرین میں سے جس نے اس کی صحت کی تائید کی ہے۔ وہ حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ ہیں۔

حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ انہوں نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ اس اُمت کے لئے اپنے بندوں میں سے کسی کو ہر صدی کے سر پر مبعوث کردیا کرے گا جو اس کے دین کی تجدید کرتا رہے گا۔

یہاں دیکھئے کہ دین وہی دین ہے۔ جو کامل و مکمل ہے اور قیامت تک کامل رہیگا۔ لیکن تجدید اس کے لئے ضروری ولابدی ہے۔ اور وجہ اس کی ظاہر ہے۔ کہ مرور زمانہ سے قدرتی طور پر انسانی طبائع حقائق دین کو فراموش کرکے احداث و بدعات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پس کمال لطف الٰہی ہے۔ کہ ایسے دین کی تجدید کے لئے جس نے قیامت تک کامل رہنا تھا۔ اور جس کے پیچھے کوئی شریعت ناسخ مقدر نہ تھی۔ یہ بندوبست فرمادیا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد دین کو مبعوث کرتا ہے۔ جو دین برحق کے چہرے سے بدعات کے گرد و غبار کو دور کرتے۔ اور اس کی اصلی دلربا صورت لوگوں کو دکھاتے رہیں۔ ایسے مجددین کے مشن کو امر جدید۔ محدثات یا بدعات سے تعبیر کرکے اسپر کل بدعۃ ضلالۃ کا فتویٰ چڑھانا بڑی سخت غلطی ہے۔ جیسے کہ فاضل ایڈیٹر البرہان نے کیا۔ سب سے پہلے معترضین کو یہ سوچنا چاہیئے۔ کہ جن اعتقادی اُمور کو ہم جدید کہہ رہے ہیں۔ آیا فی الواقع وہ اسلامی تعلیم سے باہر ہیں بھی یا نہ؟ یا سلف صالحین و محققین اسلام کے نزدیک وہ بیشتر مسلم یا نہ؟ ممکن ہے کہ جن اُصولوں پر یہ حکم جدت کا لگایا گیا ہے۔ سرے سے وہ اصول ہی غلط ہوں اور خاصکر شیعوں کو تو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ ہم کو جدت طرازی کا طعن دیں۔ کیونکہ خود ان کے ہاں اول سے آخر تک جو کچھ ہے۔ جدید ہی جدید ہے مثال کے طور پر لعن و تبرا۔ اور عاشورہ کی جو بدعت ان میں رائج اور آج خصوصیات مذہب سے ہو گئی ہے۔ مورخین اسلام نے بصراحت تمام لکھا ہے۔ کہ اس کا بانی مبانی معز الدولہ دیلمی ہوا ہے۔ جو چوتھی صدی ہجری میں خلفائے بنی عباس کا بغداد میں وزیر اعظم تھا۔

اس سے پہلے جیسے کتب قدیم شیعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ شیخین رضی اللہ عنہما پر علانیہ لعن و تبرا کرنے کی شیعوں میں جسارت نہ تھی۔ بلکہ بپابندی تقیہ اکثر صیغہ تثنیہ غائب یعنی لفظ ھما پر اکتفا کیا جاتا تھا۔ یا بجائے ابوبکر رض کے زریق اور بجائے عمر کے زفر استعمال کرتے تھے۔ یا صنمی قریش یعنی قریش کے دو بت کرکے لعن و تبرا کرتے تھے۔ اور وہ بھی پوشیدہ طور پر۔ لیکن جب سے اس متعصب حامی تشیع نے جامع مسجد بغداد پر ۳۵۱ھ میں معاویہ پر لعن صریح اور ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم پر کنایۃً کھلے منظر میں کتبہ لکھوایا جب سے شیعوں میں علانیہ تبرا بازی کی بدعت قائم ہوگئی۔ اور آج کل تو ابوبکر و عمر کا نام لے لے کر اور پی پی کر تحریراً و تقریراً برا بھلا کہنا مذہبی شعار ہو گیا ہے

ببین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

اور دیلمی مذکور نے اس فعل بد کے ساتھ ہی عاشورہ محرم

کی ماتم داری اور سوگ داری اور زن و مرد میں نوحہ کرنے اور پیٹنے کی رسم کو معزالدولہ نے بغداد میں جاری کیا - مؤرخ ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں اور سیوطی نے تاریخ الخلفاء و حسن المحاضرات میں خلیفہ مطیع عباسی اور سید امیر علی صاحب جسٹس نے سپرٹ آف اسلام و تاریخ خلفائے اسلام میں اس کا ذکر کیا ہے - ابن خلدون نے اس واقعہ کے بعد لکھا ہے وقعت فتنۃ بین اھل السنۃ والشیعۃ و نھب الاموال - ابن خلدون جلد ۳ مطبوعہ مصر صفحہ ۴۲۵

یعنی شیعہ و سنی کے درمیان فتنہ پڑ گیا - اور بڑی لوٹ مار ہوئی - فاضل سیوطی لکھتے ہیں کہ اس وقت سے شروع ہو کر یہ بدعت مسلمانوں میں ہمیشہ کے لئے شائع و ذائع ہو گئی - عاشورہ محرم کے فعل کو بدعت ثابت کرنے کے لئے شیعوں نے اپنے ہاتھوں سے ایسا ہر قسم کے اضافے اور ایزاد یاں کیں - ایران والوں نے سامنے کے واقعات محرم کو لیطور ڈرامہ کے دکھانا جائز اور موجب ثواب بے حساب تجویز کیا - اور ہندوستان والوں نے امام حسین علیہ السلام کے روضہ منورہ کی نقل اور گھوڑے کی نقل سے بزعم خود اور بھی کمال کر دی۔

حالانکہ شیعہ کی معتبر روایات کے ایسے امور بدعت و محدثات میں داخل - اور شریعت کے رو سے کسی طرح جائز نہیں ہو سکتے - مثال کے طور پر ملاحظہ ہوں روایات ذیل :-

(۱) عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار - (اصول کافی صفحہ ۳۲)

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہر ایک بدعت گمراہی ہے - اور ہر گمراہی جہنم میں -

چونکہ عاشورہ محرم کا منانا قرآن سے ثابت ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلکہ کسی امام معصوم سے بھی ثابت نہیں ہے - اور اس کا بانی مبانی یہ مطیع عباسی کا ایک امیر معزالدولہ ہے - پس اس کے بدعت ہونے میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہو سکتی

(۲) من جدد رسماً او مثل مثالاً فقد خرج من

الاسلام - دیکھو کتاب من لا یحضرہ الفقیہ باب النوادر باب المنہیۃ والجزع - یعنی جس کسی نے کسی قبر کی تجدید کی یا کوئی مورت یا صورت بنائی - پس وہ اسلام سے خارج ہو گیا - اور عاشورہ محرم کے موقعہ پر نقل ضریح مقدس امام حسین و نقل دلدل و ذوالجناح مع پارچات خون آلودہ تیروں وغیرہ جیسے سب افعال و رسوم پر یہ حدیث صاف طور پر حاوی ہے۔

(۳) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اتی ذا بدعۃ فوقرہ فقد سعی فی ھدم الاسلام - (ارشاد شرح اعتقادیہ مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۳۲۷)

یعنی فرمایا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی بدعتی کے پاس جائے اور اس کی توقیر کرے - پس تحقیق اس نے اسلام کو برباد کرنے کی کوشش کی -

ظاہر ہے کہ معزالدولہ دیلمی کی بدعت کی پابندی کرنا اور سال بسال اسکو تازہ کرنا گویا اس کے فعل پسندیدہ کی تعظیم کرنا ہے - پس جو اس کی پاداش ہے - اس پر شیعہ برادروں کو غور کرنی چاہیئے - ہم کو اپنی طرف سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں -

حاصل کلام یہ کہ ہر ایک امر جدید مذموم نہیں ہوتا اور سلطان احمدیہ جس کو جاری ہوئے ایک مدت مدید ہو چکی ہے - اسلام میں مثل مسیلمہ کذاب و محمد علی باب وغیرہ کے مشہور کے بفضلہ تعالیٰ کسی امر جدید کا مدعی نہیں ہے - بلکہ بانیٔ سلسلہ کا دعوے تجدید دین کا ہے اور بس - اور اگر شیعوں کو جدید معلوم ہوتا ہے - تو بھی جائے استعجاب نہیں ہے - کیونکہ ان کے مزعومہ مہدی کے متعلق بھی ان کی ایک خاص زیارت میں خطاب السلام علی الحق الجدید وارد ہے - دیکھو کتاب درباط الطوسی فی احوال المہدی صفحہ ۴۴۹

"ہم ترقی پر ہیں"

جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ایک خط میں جو انہوں نے ایک صاحب کے خط کے جواب میں لکھا اور پیغام صلح مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۱۹ء میں شائع ہو چکا ہے لکھا ہیں

لیکن سوال یہ ہے کہ مولوی صاحب کس بات میں ترقی پر ہیں اور ان کی جماعت .. "روز بروز" کس چیز میں "ترقی کر رہی ہے"؟ کیا علوم روحانیہ میں - کیا تقویٰ و طہارت میں - کیا تعلق باللہ میں - کیا تعداد میں؟ وہ کونسی چیز ہے - جس میں وہ ترقی پر ہیں - اور ان کی جماعت بڑھ رہی ہے - اگر علوم روحانیہ میں بڑھ رہے ہیں تو ثبوت - اگر تقویٰ طہارت میں ترقی پر ہیں تو ثبوت - اگر تعلق باللہ میں بڑھ رہے ہیں تو اس کا ثبوت اگر تعداد میں بڑھ رہے ہیں تو اس کا بھی ثبوت ہونا چاہیئے - ہمنے آج تک علوم روحانیہ میں مولوی صاحب کی کوئی تصنیف نہیں دیکھی کوئی لیکچر نہیں پڑھا - ان کے تقویٰ و طہارت کا بھی ثبوت مشکل ہے - کیونکہ متقی آدمی جعلی حوالے دوسروں کی طرف منسوب نہیں کیا کرتا نہ دوسرے کی تصنیف کو اپنی تصنیف بنا لیا کرتا ہے - اور نہ غیروں کے مال کو [illegible]

اب رہ گئی تعدادی ترقی - اور غالباً [illegible] کے ترقی کرنے سے ان کی یہی مراد ہو گی - مگر اس کا اندازہ لگانا بھی کوئی مشکل نہیں - کیونکہ جتنے لوگ مولوی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں - ان سب کے نام پیغام میں لگے ہاتھ چھپ جاتے ہیں - ان تمام لوگوں کی مجموعی تعداد جنہوں نے اس پانچ سال میں مولوی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی ہے یقیناً اتنی بھی نہیں - جتنی تعداد حضرت خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر بیعت کرنیوالوں کی ایک سال میں ہوتی ہے - بلکہ اس سے بھی بہت ہی کم ہو گی - کیا اسی کا نام ہمارے مقابلہ میں ترقی پر کرنا ہے -

پس جب ان باتوں میں سے کوئی بات بھی نہیں جس میں مولوی صاحب اور ان کے ہمخیال ترقی کر رہے ہوں - تو اب کوئی اور بات تلاش کرنی چاہیئے - مولوی صاحب امید ہے خفا تو نہ ہونگے - اگر میں سچ سچ کہدوں کہ وہ اور ان کے ساتھی کس چیز میں ترقی کر رہے ہیں - اصل بات یہ ہے کہ وہ مسیح موعود کی مخالفت میں بڑھ رہے ہیں - جماعت سے دوری میں بڑھ رہے ہیں خصوصیات سلسلہ سے بعد میں ترقی کر رہے ہیں - اور دشمنان سلسلہ کی طرف بڑھ رہے ہیں -

ہمارے نزدیک تو بڑھنا اور ترقی کرنا تعجب انگیز نہیں بلکہ ان کے حال پر افسوس ہے - لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب پر استدراج خود فراموشی غالب آگئی ہے کہ اس پر بھی خوشی سے پھولے نہیں سماتے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبۂ جمعہ

ضروریات اسلام کا علم حاصل کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۳ - اکتوبر ۱۹۱۹ء

دنیا داروں کی دنیا پرستی

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا اسوقت دنیا کے لوگ جس طرح دنیا کے کاموں میں منہمک ہو رہے ہیں۔ اس کی مثال کسی گذشتہ زمانہ میں نہیں ملتی۔ ہر ایک زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ دنیاداری کی طرف متوجہ نظر آتے ہیں۔ اور دنیا کی محبت ہر ایک چیز سے زیادہ ان پر غالب ہوتی ہے۔ ہر زمانہ کے لوگ شکایت کرتے آئے ہیں کہ اس زمانہ میں لوگوں کی زیادہ توجہ دنیا کی طرف ہے۔ اور دین سے بے خبر ہو گئے ہیں مگر اس زمانہ کا حال دوسرے زمانوں سے بہت مختلف ہے۔ اگر ان زمانوں میں چند مثالیں پائی جاتی ہیں کہ لوگ دین کو چھوڑ کر دنیا کی طرف ہو گئے۔ اور پھر اگر کثرت بھی ہو کہ لوگ دین کی نسبت دنیا کی طرف زیادہ متوجہ ہوں تو بھی اس زمانہ کے مقابلہ میں اس وقت کی بہت اچھی حالت تھی۔ کیونکہ اسوقت سو فیصدی ایسے شخص ہیں۔ جو دین کو چھوڑ کر دنیا کی طرف متوجہ ہیں۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ دنیا میں کوئی بھی دیندار نہیں۔ لیکن اس سو فیصدی کہنے کے یہ معنے ہیں کہ ہزار میں سے ایک مل جائے تو مل جائے ورنہ اس کا ملنا بھی مشکل ہے دنیا کی جس قدر آبادی ہے ...... اگر ایک ہزار میں سے ایک آدمی بھی دیندار مل جائے۔ جو دین کی طرف متوجہ ہو تو اس کا یہ مطلب ہو گا کہ کئی ہزار انسان اس قسم کے ہیں۔ جو دنیا کو ترک کر کے دین کی طرف ہو گئے ہیں۔

ہماری جماعت کی ضروریات اسلام سے آگہی

اس سوال کو علیحدہ کر کے کہ ہماری جماعت کی کتنی تعداد ہے۔ اور کتنی نہیں۔ اگر دیکھا جائے تو ایسے لوگ بہت کم نکلینگے۔ جو دین کی طرف متوجہ ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ بہت لوگ ایسے ہیں۔ جن کو دین سے محبت ہے۔ دین سے اخلاص ہے۔ دین کے لئے قربانیوں کا جوش ہے مگر وہ اس ذمہ داری کو نہیں سمجھتے۔ جو دین کی طرف سے ان پر عائد ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ صرف محبت و اخلاص سے کام نہیں چلا کرتا۔ جب تک محبت کے ساتھ ضروریات کا علم نہ ہو۔ مثلاً کسی شخص کا ایک پیارا بیٹا دوسرے کمرے میں ہو کر چور آگھسے۔ اور اس خیال سے کہ کہیں یہ کچھ شور نہ مچا دے۔ اور ہم چوری نہ کر سکیں۔ اس کو قتل کر ڈالیں تو وہ شخص باوجود اپنے بچے سے محبت رکھنے کے اس کی مدد نہیں کر سکیگا۔ کیونکہ اس کو اسبات کا علم ہی نہ ہوگا کہ اس کے بچے کے گلے پر چھری چل رہی ہے۔ اور قتل کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں۔ کہ سب احمدیوں کو دین سے محبت ہے۔ اخلاص ہے۔ اور اس کے لئے قربانیاں کرتے ہیں۔ اور کرنے کیلئے تیار ہیں۔ لیکن ایسے کم ہیں۔ جن کو علم ہو۔ کہ دین کے لئے کسقدر قربانی کی ضرورت ہے۔ اور کیا کیا قربانیاں اسوقت درکار ہیں جہاں احمدیہ سلسلہ سے باہر بہت سے ایسے لوگ ملتے ہیں کہ ان کو دین سے محبت کی بجائے نفرت ہے۔ وہاں سلسلہ احمدیہ میں اکثر ایسے آدمی ہیں۔ جو دین سے محبت رکھتے ہیں۔ مگر وقت کی نزاکت سے بے خبر ہیں جسطرح کہ بیٹے کے قتل ہونے سے بے خبر باپ آرام سے بیٹھا رہتا ہے۔ اسی طرح یہ لوگ دین کے معاملہ میں غفلت میں ہیں۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اسلام سے زیادہ آج کوئی مظلوم نہیں۔

اسلام کی خدمت سے غافل لوگوں کے لئے بد دعا

اسلام کی اسی مظلومیت کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ؎

اے خدا ہرگز مکن شاد آن دل تاریک را
آنکہ او را فکر دین احمد مختار نیست

نبی تو کبھی بطور خود بد دعا نہیں کرتا۔ نہ ہی کسی کا بدخواہ ہوتا ہے۔ مگر آپ کی زبان سے اس شعر کا نکلنا ثابت کرتا ہے کہ اسوقت دین کی کیا حالت ہے۔ اگر آپ دین کی ایسی ہی قابل رحم حالت نہ دیکھتے۔ اور یہ نہ معلوم کرتے۔ کہ جب تک انتہائی سرگرمی کے ساتھ دین کے معاملہ میں لوگوں کو چوکنا نہیں کیا جائے گا۔ اسوقت تک کچھ نہیں ہو سکیگا۔ تو آپ کبھی یہ نہ فرماتے۔ پس اسوقت آپ نے یہ شعر ضرورت کو مد نظر رکھ کر کہا جو ایسے وقت بھی بیدار نہ ہو۔ بہتر ہے کہ وہ مٹا دیا جائے۔ پس یہ مجبوری تھی۔ جس کی وجہ سے یہ کہا گیا ورنہ انبیاء بد دعائیں جلدی نہیں کیا کرتے۔

اسلام کی حالت

لیکن افسوس جماعت کے لوگوں نے اس ذمہ داری کو نہ دیکھا۔ اگر دنیا آنکھیں کھول کر دیکھتی تو معلوم ہوتا۔ کہ کسقدر چھریاں تھیں جو اسلام کی گردن پر دھری ہوئی تھیں۔ اگر خدا کی حفاظت نہ ہو۔ تو اس کے مٹ جانے میں کوئی کسر نہیں رہ گئی۔ کہا کرتے ہیں۔ یک انار و صد بیمار۔ مگر اسلام کی اس سے بھی گئی گذری حالت ہے۔ ہر طرف سے لوگوں نے اس کو تختہ مشق بنا رکھا ہے۔ اور اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ کہ ایک شکار ہو۔ اور کروڑوں شکاری اس کے پیچھے ہوں۔ اگر خدا کی مدد کا ہاتھ اسلام کے ساتھ نہ ہو۔ تو اسقدر دشمنوں سے کیسے نجات ہو سکتی ہے۔

لوگ روتے ہیں کہ مسلمانوں کی حکومت چلی گئی میں کہتا ہوں کہ رونے کا تو یہ مقام ہے کہ روحانیت چلی گئی اسلام تو اسوقت بھی اسلام ہی تھا۔ جبکہ مسلمانوں کو حکومت نہیں ملی تھی۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جب بھی خدا کے نبی تھے۔ جب آپ کو بادشاہت نہ ملی تھی۔ آپ تیرہ سال مکہ میں رہے۔ کیا آپ اسوقت رسول نہ تھے۔ اور آپ کی وہ شان نہ تھی۔ اور کیا اسوقت اسلام نہ تھا۔ بادشاہت تو ایک ضمنی چیز ہے۔ اگر لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقابلہ میں تلوار نہ اٹھاتے۔ تو مسلمانوں کو بھی تلوار اٹھانے کی ضرورت نہ پڑتی۔ جب کفار نے تلوار اٹھائی۔ تو ان کے شر کو دور کرنے کے لئے تلوار اٹھانا لازمی سمجھا اور

اس رنگ میں اسلام کو ظاہری غلبہ بھی حاصل ہو گیا - اور رسول کریمؐ کو حکمرانی حاصل ہوئی - یہ سچ ہے - کہ اگر بادشاہت نہ آتی - تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کئی کمالات کا اظہار نہ ہوتا - اور لوگ آپ کے کئی صفات سے بے خبر اور ناواقف رہتے - مثلاً آپ کے رحم چشم پوشی - سیاست اور اعلیٰ درجہ کا جرنیل ہونے سے - لیکن حکومت نے اگر آپ میں یہ صفات پیدا نہیں کیں - بلکہ یہ آپ میں پہلے ہی موجود تھیں - ہاں اگر آپ کو حکومت نہ ملتی تو دنیا کو یہ نہ معلوم ہوتا - کہ آپ میں یہ کمالات ہیں - پس یاد رکھنا چاہیئے - کہ اسلام حکومت نہیں روحانیت ہے اگر روحانیت مٹ جائے - اور تمام کی تمام حکومتیں مسلمان کہلانے والوں کی ہو جائیں - تب بھی اسلام کا اس میں کچھ فائدہ نہیں - ہاں اسلام کی طرف منسوب ہونے والی سلطنتوں سے اسلام کی ظاہری عظمت کسی قدر ہو سکتی ہے - مگر آج تو یہ حالت ہے - کہ مسلمانوں کو اسلام سے نفرت ہے - اور وہ سمجھتے ہیں کہ ان احکام کی پابندی کی ضرورت نہیں - جو اسلام نے دئے ہیں - جب مسلمان کہلانے والوں کا یہ حال ہو - تو پھر اگر غیر اسلام سے نفرت کریں - تو انکو کیا الزام دیا جا سکتا ہے ؛

ہمیں چاہیئے کہ دین کی حالت سے آگاہ ہو کر اس حالت کو بدل دیں - اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ ہم ان عہدوں کو پورا کریں - جو اس کے نبیوں اور ان کے خلفاء سے کئے ہیں - تا خدا تعالیٰ دنیا میں پھر اسلام کی عظمت کو قائم کر دے - آمین ؛

اطلاع

جن جن اصحاب کے پاس شروع میں ترقی اسلام کی طرف سے قرآن کریم کے پارے فروخت کرنے کے لئے دار الامان سے بھیجے گئے تھے - وہ سب احباب براہ مہربانی خاکسار کو مطلع فرماویں کہ اب ان کے پاس کتنے پارے باقی ہیں - اور ان میں سے کتنے اب تک فروخت ہو چکے ہیں - اگر کچھ قیمت وصول ہوئی ہو تو اس سے بھی آگاہ فرماویں ؛ والسلام

خاکسار رحیم بخش - ناظر تالیف و اشاعت قادیان

مولوی ثناء اللہ کی دوبہ زبانی شملہ میں

(ر - ک)

مولوی ثناء اللہ صاحب نے امسال حسب عادت شملے میں احمدیت کے خلاف بہت کچھ جھوٹ و فریب سے کام لیا - اور جبکہ میں دہلی تھا - اور ہماری جماعت میں سے کوئی مجمع میں موجود نہ تھا - ہماری جماعت کو مقابل پر چیلنج کر کے کہا کہ ہے کوئی جو میرے بیان کو جھٹلا سکے مجھے یہ اطلاع ایک غیر احمدی سے ملی - میں نے آتے ہی مولوی صاحب کو مخاطب کر لیا - مگر اب مولوی صاحب کو سامنے نکلنا مشکل نظر آتا تھا - البتہ بہانہ سازی سے زہر کے پیالہ کو ٹلایا - جو خط و کتابت ہوئی - وہ احمدی احباب کی اطلاع کے لئے درج ذیل ہے -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خط نمبر اول نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب مولوی صاحب! مجھے اور میرے بعض احباب کو آپ کے ہم نواؤں نے کہا ہے - کہ احمدی مولوی ثناء اللہ کے مقابل نہیں آسکتے - اور سنا ہے - آپ نے بھی یہیں مقابل پر للکارا تھا - بنا بریں میں آپ کو صدق دل سے مباحثہ کے میدان میں آنے کی دعوت دیتا ہوں شرائط مباحثہ فریقین کے لئے مساوی ہونگی - اور کوئی شرط خلاف شریعت اسلام نہ ہوگی - مضمون مباحثہ "مسیح موعود کی صداقت" ہو گا - اور اگر آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آخری فیصلہ والی دعا اور آپکی وفات کے متعلق ہی بحث کرنا چاہیں تو یہ بھی منظور ہے - بلکہ ہمارے خیال میں (اور آپ نے بھی یہ کہا ہے) اب بحث دراصل اسی امر پر ہونی چاہیئے اور ہم خدا کے فضل سے ہر وقت اور ہر میدان میں مسیح موعود کی صداقت کا ثبوت دینے کے لئے تیار ہیں - والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

(دستخط) عمر الدین احمدی - آنریری مبلغ احمدیہ انجمن $\frac{30.9.19}{1.10.19}$

ثنائی جواب

میرے مندرجہ بالا خط کے جواب میں مولوی صاحب کا جو جواب آیا - وہ درج ذیل ہے

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ علیٰ من لا نبی بعدہ

بجواب "دعوت مباحثہ" مرقومہ $\frac{30.9.19}{1.10.19}$ واضح ہو کہ گذشتہ سال مسلمہ کمیٹی میں شرائط کا فیصلہ ہو چکا ہے - اگر مباحثہ منظور ہے - تو میں تیار ہوں - وہ شرائط اسلام کے خلاف کسی طرح نہیں - بلکہ مرزا صاحب قادیانی کی مجوزہ شرائط کے مطابق ہیں -

ثناء اللہ $\frac{1.10}{19}$

اس خط میں چونکہ مولوی صاحب نے دراصل دہوکہ دیا ہے اور وہ یہ کہ ظاہر میں تو مباحثہ کو منظور کیا ہے - لیکن شرائط مباحثہ وہ پیش کی ہیں - جو دراصل خلاف شریعت ہیں اور کوئی عقلمند انسان ان شرائط کو قبول نہیں کر سکتا - اس لئے میں نے مولوی صاحب کو مندرجہ ذیل خط لکھا -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارا دوسرا خط نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم لا نبی بعدہ الا الذی ربی من فیضہ واظہرہ دعدہ -

جناب مولوی صاحب آپ کا رقعہ مرقومہ $\frac{1.10}{19}$ پہنچا - حیرت ہے کہ آپ سیدھے لفظوں میں مباحثہ سے انکار کی بجائے گذشتہ سال کی شرائط کے مطابق مباحثہ پر آمادگی ظاہر فرماتے ہیں - حالانکہ آپ کو معلوم ہے - کہ ہم نے کمیٹی کو بھی کہدیا تھا کہ ہم تقرر ثالث کبھی منظور نہیں کر سکتے - کیونکہ یہ دراصل شیطان سے آدم کا فیصلہ کرانا ہے - حالانکہ حکم ہے کہ ہم اس کا کفر کریں - اور یہی بار بار آپ سے کہا گیا تھا - اور صرف اسی وجہ سے گذشتہ سال مباحثہ نہیں ہو سکا - اور اب پھر آپ کا اسی کمیٹی کی طے کردہ شرائط کے مطابق جنمیں سے ایک تقرر حکم بھی ہے - مباحثہ کو منظور کرنے کے یہ معنے ہیں کہ آپ پبلک کو تو یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ آپ مباحثہ کے لئے تیار ہیں لیکن دراصل آپ کی نیت یہ ہے کہ مباحثہ نہ ہو - اور ہر انصاف پسند طبیعت اسی نتیجہ پر پہنچیگی - مولوی صاحب دنیا کو مغالطہ دینے سے تو کچھ عزت افزائی نہیں ہوا کرتی - آپ کو اگر خدا کا خوف ہے تو سیدھے طور پر ہم سے مسیح موعود کی صداقت پر مباحثہ کر لیں - پہلا سوال خود فیصلہ کر لیگی کیا آپ کو یہ بات شریعت اسلام کے مطابق معلوم ہوتی ہے - کہ آپ سے کوئی منکر اسلام آنحضرت صلعم کی صداقت کے متعلق بحث کرے - مباحثہ

اس بحث کا فیصلہ کوئی اور منکر نبوت محمدیہ کرے۔ اگر آپکے نزدیک یہ اسلام میں جائز ہے۔ تو براہ کرم آپ قرآن شریف یا حدیث نبوی سے اس کا ثبوت دیں۔ اور اگر اس کا کوئی ثبوت آپ کے پاس نہیں ہے۔ اور یقیناً نہیں ہے اور نہ ہی آج تک کسی مسلمان نے ایسا فعل کیا ہے۔ تو آپ خدا تعالےٰ کا خوف کریں۔ اور اس شرط کو (جو درحقیقت ایک فسق ہے جو کفر تک پہنچا ہوا ہے) چھوڑ دیں۔ اور جس طرح آئے دن آپ کے ہمارے ساتھ مباحثات ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح اب بھی مباحثہ کر لیں۔ میں خوب جانتا ہوں۔ کہ اگر کوئی منکر اسلام صداقت اسلام پر کسی کافر کو ثالث مقرر کر کے آپ سے مباحثہ کرنا چاہے تو آپ ضرور اس دعوت کو کفر قرار دے کر رد کر دینگے۔ اور اگر آپ اس شرط پر مباحثہ کرنے کو شریعت اسلام کے موافق جانتے ہیں تو آپ صاف لفظوں میں لکھدیں کہ آپ اس شرط پر صداقت محمدیہ پر بحث کرنے کے لئے طیار ہیں پھر غالباً آپکے ساتھ مباحثہ بھی ہو جائیگا۔ مولوی صاحب ذرا غور تو کرو۔ کہ نبی کا فیصلہ کرنے کے لیئے ان لوگوں کو حکم مقرر کرنا کہ جن کی طرف وہ نبی رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ کھلی کھلی بیدینی نہیں تو اور کیا ہے۔

ثالثوں کا تقرر واقعات کی تحقیقات کے لیئے ہو سکتا ہے نہ کہ ایمانیات کے فیصلہ کے لئے۔ اس لیئے ہم کسی طرح اس خلاف شریعت طریق کو مان ہی نہیں سکتے۔ اور آپ بھی دراصل صرف شملے پر آکر ہی اس شرط کو یوں پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ضرور ہے ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ آپ اور مقامات پر آج تک کئی مرتبہ بحث کر چکے ہیں۔ اور کہیں یہ شرط ناجائز پیش نہیں کی۔

آپ نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ کمیٹی کی مجوزہ شرائط پر حضرت مسیح موعود بھی متفق ہیں۔ حالانکہ یہ صریح جھوٹ ہے جس کا آپکے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ بلکہ صرف لا تقربوا الصلوٰۃ والا معاملہ ہے۔ بہر حال ہم تو حضرت مسیح موعود کی منظور کردہ شرائط کو ماننے کے لئے حاضر ہیں مگر تقرر ثالث کی شرط جس طرح آپ چاہتے ہیں ہم نے کہیں نہیں پائی۔ علاوہ ازیں جبکہ قرآن شریف میں صاف آ کر یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ۔ ہم کس طرح آپ کی یہ شرط مان لیں۔ اور اگر آپ کا خیال ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے آپ کی پیش کردہ شرط کو کہیں مانا ہے تو چلو پہلے اسی پر بحث کر لو۔ تاکہ آپ کا یہ عذر بھی باقی نہ رہے۔ عمرالدین احمدی ۱۹/۱۰

اس خط میں چونکہ مولوی صاحب کی چال کو مات کر دیا گیا تھا۔ اور ان کے پاس حقیقتاً اس کا جواب بجز تسلیم کرنے کے کچھ نہ تھا۔ اس لیئے اس کا جواب مولوی صاحب نے دیا ہی نہیں۔ البتہ ایک خط مجھے بھجوایا۔ جو ایک ایسے شخص کی طرف سے ہے۔ جو نہ ہمارا مخاطب تھا۔ اور نہ ہی وہ مولوی صاحب کا قائم مقام تھا۔ بلکہ بلا وجہ ہمارے ساتھ دشمنی کے باعث ہمیشہ غائبانہ تبرا کرنیوالا ہے اور جسے ہم درحقیقت مخاطب کرنا پسند بھی نہ کرتے تھے اور مولوی صاحب کا مدعا اس سے یہ تھا کہ اس طرح ان کی بلا ایک بیچارے ناواقف عبدالحکیم پر پڑ جاوے اور خود بدولت شرمندگی سے بچ جائیں۔ بہرحال وہ خط درج ذیل ہے :-

ناجائز مطالبہ

منشی عمرالدین صاحب بالتسلیم۔ آپکے رقعے کے جواب میں تحریر ہے کہ اگر آپ مولوی ثناء اللہ صاحب سے بحث کرنا چاہتے ہیں تو پہلے ایک تحریری اجازت قادیان سے منگائیں جس میں مرزا محمود احمد صاحب اس بات کو تسلیم کریں کہ مباحثہ میں آپ کی شکست ان کی شکست ہوگی اور آپ کی فتح ان کی فتح۔ اس صورت میں مباحثہ کی شرائط وہی ہونگی۔ جو پچھلے سال طے ہوئی تھیں۔ اور جو قادیانی مذہب کے بالکل مطابق ہیں۔ جیسا کہ مرزا صاحب براہین احمدیہ کے صفحہ ۱۰ پر دس ہزار کی شرط لگاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر ثالث ان کے برخلاف فیصلہ کر دینگے۔ تو انہیں یہ رقم دینے میں عذر نہ ہو گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

اگر آپ اپنے طور پر مباحثہ کرنا چاہتے ہیں تو آپ شرائط مباحثہ منشی فضل الٰہی صاحب کے مکان پر آکے طے کر سکتے ہیں اور شملہ کے مسلمانوں میں سے کوئی شخص بھی آپکے مقابلہ میں آنے کے لئے تیار ہو گا۔

راقم حافظ عبدالحکیم
۲ ر اکتوبر ۱۹۱۵ء

شناٹی چال

ناظرین نے مندرجہ بالا خط کو پڑھ کر سمجھ لیا ہو گا۔ کہ کسقدر رکاوٹیں مولوی صاحب پیدا کر رہے ہیں۔ جن وجوہات پر تقرر ثالث کی غیر منظوری کا میں نے کھول کر ذکر کیا ہے۔ مولوی صاحب ان کا ذکر تک نہیں کرتے۔ گویا مولوی صاحب نے کچھ سنا ہی نہیں بلکہ اُلٹا ایک اور غیر متعلق شرط یہ بڑھا دی ہے کہ میں حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ کی قائم مقامی کا سارٹیفکیٹ حاصل کر لوں۔ تو مولوی صاحب مردود شرائط کے مطابق ہی بحث کرینگے۔ اس لئے میں نے پھر ان کو تیسرا خط لکھا جو ہیں حافظ عبدالحکیم صاحب نے واپس کر دیا اور لکھا کہ مولوی صاحب چلے گئے۔ وہ تیسرا خط درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علے خاتم النبیین وعلی بروزہ مسیح الموعود نبی فی الآخرین وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین۔

مولوی صاحب آپنے میرے کل کے خط کا جواب خود دینے کی بجائے "بقلم حافظ عبدالحکیم" جواب بھجوایا ہے۔ جو نہ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حافظ صاحب کا ہے اور نہ یہ کہ وہ آپ کا ہے۔ بلکہ گول مول سا ہے۔ البتہ مضمون خط کہہ رہا ہے کہ آپ کا لکھایا ہوا ہے۔ اس لئے اور نیز اس لیئے کہ میں نے آپ کے خط کے جواب میں آپکو ہی خط لکھا تھا۔ آپ کو پھر مخاطب کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ آپ میرے خط کا خود ہی جواب باصواب دیں۔

خط جو بقلم حافظ صاحب لکھا ہے۔ اس میں آپنے پہلے سے بھی زیادہ روک پیدا کی ہے۔ تاکہ کسی طرح آپکی جان مباحثہ کرنے سے بچی رہے۔ اور جھوٹی عزت کو پبلک میں کہیں بٹہ نہ لگ جائے۔ اگرچہ یہ قابل افسوس امر ہے۔ پر میں افسوس نہیں کرتا۔ کیونکہ سال گذشتہ میرے صرف افسوس کرنے پر جناب نے مجھے کھلی کھلی گالیاں دی تھیں۔ اس لیئے میں باادب صرف یہ گذارش کرتا ہوں کہ آپ اظہار حق کے لئے سیدھے طور پر اس خادم الاسلام کے ساتھ مباحثہ کر لیں میں مانتا ہوں کہ میں کچھ بھی نہیں اور میری کوئی ہستی نہیں ہے۔ مگر مولوی صاحب مجھے اللہ کی زبردست طاقت پر پورا بھروسہ ہے اور ایمان ہے

کہ وہ آپ کے مقابل میری مدد فرمائیگا۔ آپ کے نزدیک اگر یہ کچھ بھی نہیں۔ تو کیا حرج ہے۔ آپ خوش ہوں کہ آپ کا حریف کمزور ہے۔ اور فوراً مباحثہ کریں۔ مگر یاد رکھیں۔

تکیہ بر زور خدا دارم گرچہ من
ہمچو خاکم بلکہ زاں ہم کمترے

والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ۔

عمرالدین احمدی ۔ ۲۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء

مولوی صاحب! بار بار آپ نے ثالث کے تقرر پر زور دیا ہے اس لئے میں آپ کی توجہ فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول کی طرف منعطف کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ آپ اللہ اور رسول کی صداقت کا فیصلہ ان سے کرانا چاہتے ہیں۔ جو حکم قرآنی کے صریح خلاف ہے۔

عمرالدین احمدی ۔ ۲۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء

بخدمت مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری

عبدالحکیم سے خطاب مولوی ثناءاللہ صاحب کی بجائے چونکہ ہمیں حافظ عبدالحکیم نے مخاطب کر لیا۔ اس لئے میں نے ان کا چیلنج بھی منظور کر لیا۔ اور ان کو الگ خط لکھدیا۔ اگر ضرورت ہوئی تو بعد میں وہ خط و کتابت بھی شائع کر دیجائیگی۔ لیکن ابھی چونکہ انہوں نے مقابلہ کا ارادہ کیا ہے۔ اور ممکن ہے کہ کسی صورت مقابلہ ہو جاوے۔ اس لئے سر دست اس خط و کتابت کو محفوظ رکھتا ہوں۔

تقرر ثالث پر بلاوجہ اور خلاف شریعت زور حافظ صاحب نے جو خط مجھے میرے خط کے جواب میں لکھا ہے۔ اس میں پھر اسی مردود شرط کو پیش کیا ہے کہ ثالث حق و باطل کا فیصلہ کرے۔ اور میرے اس سوال کا کہ تقرر ثالث خلاف شریعت ہے۔ کوئی جواب نہیں دیا۔ اور یونہی فضول کاغذ سیاہ کر مارا ہے۔ البتہ اپنے ساتھ مباحثہ کے لئے بلایا ہے۔ اور شرائط طے کرنے کے لئے لکھا ہے۔ سو میں آج انشاءاللہ وہاں جا کر شرائط طے کرونگا۔ مگر امید ہے کہ وہی ناجائز مطالبہ وہاں ہوگا۔

ثنائی کوچ میں تو منتظر تھا کہ شاید ہماری بار بار کی کوشش سے مولوی صاحب کو مباحثہ کے میدان میں لے آویں مگر جواب آیا کہ مولوی صاحب تو چلے گئے۔ اب ان سے تو بحث کی توقع فضول سی ہے۔ البتہ ممکن ہے کہ انکی ذریت میں سے کوئی غیرت دکھائے۔ اور مقابل نکل آئے گو مجھے اس کی بھی توقع بہت کم ہے۔ کیونکہ بارہا کا تجربہ یہی ہے۔ یہ لوگ اپنے مجمع میں تو بہت کچھ کہہ لیتے ہیں اور جب وہیں کوئی اللہ کا بندہ جواب کے لئے کھڑا ہو جائے تو فوراً مولوی صاحبان دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھا لیتے ہیں اور جلسہ ختم ہو جاتا ہے۔

اگر شملہ کے غیر احمدیوں میں سے کوئی غیرتمند انسان اُٹھے۔ اور مولوی ثناءاللہ کے پیش کردہ کسی ایک اعتراض کا بھی ہمارے مقابل ثبوت دیدے۔ تو ہم سمجھ لیں گے کہ ان میں حق طلبی اور ایمان کا مادہ ہے ورنہ ان کے شیر پنجاب کی روبہ بازی کی حقیقت تو کھل چکی اور مباحثہ کرنے کی صورت میں اس کا مزید ثبوت انشاءاللہ انہیں ہم دیدینگے۔

سال گذشتہ کی چالبازی مولوی صاحب نے سال گذشتہ بھی یہی چال چلی تھی۔ جو اس سال چلی ہے جس کی حقیقت طشت از بام کر دیگئی ہے۔ مگر باینہمہ مولوی صاحب نے اہل حدیث میں اس روبہ بازی کا نام اپنی فتح رکھا تھا۔ جو درحقیقت شکست سے بدتر تھی۔ کیونکہ اس میں ایک قسم کی بے ایمانی بھی تھی۔ جو مومن کی شان سے تو بعید ہے۔ البتہ ایک "کاذب متقی" کے لئے قابل فخر ہو تو تعجب نہیں۔

مولوی صاحب کی ذلت کا سامان خدا تعالےٰ کی عجیب قدرتیں ہیں اور وہ عجیب طرح اپنے بندوں کا غلبہ ظاہر کرتا ہے۔ چنانچہ جس دن مولوی صاحب کا ہمارے خلاف آخری وعظ تھا۔ اسدن ایک سیدھا سادا مسلمان جسے ہمیں مولوی محمد علی صاحب سے ملنے کا اتفاق ہو چکا تھا۔ کھڑا ہوا اور بلند آواز سے بولا

غیر احمدی کا سوال مولوی صاحب مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔

ثنائی جواب ۔ تم کون ہو

غیر احمدی ۔ مجھے ایک سوال پوچھنا ہے۔

ثناءاللہ ۔ میں پوچھتا ہوں کہ تم کون ہو۔ محمدی یا احمدی

غیر احمدی ۔ میں احمدی نہیں ہوں۔

ثناءاللہ ۔ کیا پوچھتے ہو۔

غیر احمدی ۔ کسمٹی میں کچھ قادیانی مولوی آئے ہوئے ہیں وہ ہم لوگوں کو کہتے ہیں۔ کہ تم احمدی ہو جاؤ۔ اور یہ کہتے ہیں کر دیکھو جس عیسےٰ کا تم کو انتظار ہے وہ تو مر گیا۔ اگر کوئی شخص ان کی حیات ثابت کر دے۔ تو ہم بھی تمہارے ہم خیال ہو جائینگے۔ ورنہ تم لوگ احمدی بن جاؤ۔ اس لئے عرض ہے۔ کہ ہمیں یہ بات سمجھا دیں۔

ثناءاللہ ۔ منظور ہے۔ ہم آپ کا کہنا رد کر سکتے ہیں اچھا انہیں لاؤ۔

غیر احمدی ۔ مولوی صاحب وہ تو یہاں نہیں ہیں۔ اور شاید وہ یہاں آئیں بھی نہ۔ اور انہیں سے کوئی یہاں اور موجود نہیں۔ اس لئے آپ مجھے ہی سمجھا دیں۔ میں خود فیصلہ کر لونگا

ثناءاللہ ۔ وہ یہاں کیوں نہیں آئینگے۔

غیر احمدی ۔ وہ تو شاید ڈرتے ہوں۔ دوسرے ہم جیسے جاہلوں کو سمجھانا آسان ہے۔ آپ مجھے ہی سمجھا دیں (اسپر مجمع میں ہنسی پڑ گئی)

ثناءاللہ ۔ نہیں اُن کو لاؤ۔

غیر احمدی ۔ ان میں سے تو یہاں کوئی نہیں ہے۔

احمدی ۔ (یہ سنے غیر احمدی کی بات کاٹ کر اور اُسے مخاطب کر کے کہا) بھائی میں جو یہاں موجود ہوں۔ ہم ڈرتے نہیں مولوی صاحب کو آپ کہیں کہ وہ ذرا میرے ساتھ گفتگو کریں تمہیں ابھی معلوم ہو جائیگا کہ حق کس طرف ہے۔

غیر احمدی ۔ لیجئے مولوی صاحب! اب آپ بات کیجئے۔

اسپر مولوی ثناءاللہ صاحب تو خاموش رہے۔ کیونکہ جس بات سے وہ بچنا چاہتے تھے۔ وہ خواہ مخواہ پیش آگئی۔

مگر مولوی ثناءاللہ کی بجائے ایک غیر احمدی صاحب بول پڑے کہ یہ جلسہ مباحثہ کا جلسہ نہیں۔ اور اس [illegible] میں مباحثہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ متولی صاحب کی طرف سے اجازت نہیں مولوی عمرالدین کی ہم کچھ حقیقت نہیں سمجھتے۔ وہ اگر بحث کرنا چاہتے ہیں تو قادیان سے منظوری منگائیں

اور اگر یہ نہیں تو ہمارے ساتھ وہ مباحثہ کرلیں۔ اور اس کے لئے وقت اور جگہ کا فیصلہ کرلیں ؂

احمدی ۔ کسقدر تعجب ہے کہ ابھی تو یہاں مقابل پر بُلایا جاتا تھا۔ اور ابھی یہاں مباحثہ کی عدم اجازت کا عذر پیش کیا جاتا ہے۔

اگر واقعی آپ میری کچھ حقیقت نہیں سمجھتے۔ تو آؤ۔ مولوی ثناء اللہ سے گفتگو کرا کر دیکھ لو۔ اور اگر یہ نہیں تو چلو تم مولوی صاحب کے سامنے کھڑے ہو جاؤ۔ مولوی صاحب تمہاری پُشت پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے ہوئے تمہاری مدد کریں۔ اور تم میرے ساتھ ابھی مباحثہ کرلو تاکہ تمہیں حقیقت معلوم ہو جائے یونہی انگور کھٹے ہیں۔ کہدینے سے کیا بنتا ہے۔ میں تو جانتا ہوں۔ کہ تم ہمارا مقابلہ کر ہی نہیں سکتے۔ بلکہ یہ سارا جوش وخروش اسی وقت تک تھا۔ جبکہ سائل بوجہ مجھے نہ جاننے کے کہدیا تھا کہ اسوقت احمدیوں میں سے کوئی یہاں نہیں ہے۔

مَیں اسقدر کلام کرنے پایا تھا کہ ایک شخص جو اندر اور باہر سے یکساں ہے۔ مجھے سختی سے رد کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ اور مُنہ میں جھاگ بھر لیا۔ لیکن اُسے ایک دوسرے شخص نے روک لیا۔ اور ایک اور احمدی بول اُٹھا۔

دوسرا احمدی جبکہ ایک سائل نے سوال کیا ہے۔ تو اب اسے جواب ملنا چاہیئے۔ اور خواہ مخواہ بات کو ٹلانا انصاف نہیں ہے ؂

اَبْ بہت سے لوگ بولنے لگ گئے۔ کوئی ادھر سے اور کوئی ادھر سے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس شور کو غنیمت جانا اور دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ اور بلند آواز سے دُعا کر کے جلسہ ختم کر دیا۔

ایک اعتراض کی حقیقت میں بطور نمونہ مولوی صاحب کی ایک وجدانی دلیل کا یہاں ذکر کرتا ہوں جس سے دوسرے دلائل کا اندازہ خودبخود ہو جائیگا ؂

مسیح موعود کی پیشگوئیاں مولوی صاحب کا تو خاصہ ہے کہ جہاں بحث ہو۔ وہاں پیشگوئیاں ہی زیر بحث ہونگی۔ برخلاف اس کے ہم ان کا جواب دیتے ہوئے بھی ہمیشہ منہاج نبوت کی رُو سے

اُنہیں قائل کرنے کے لئے معیار قرآنی پیش کرتے ہیں اور مولوی محمد علی صاحب کے بعض ہمخیال تو پیشگوئیوں کے معاملہ میں بہت کمزوری دکھلاتے ہیں۔ چنانچہ اس دفعہ جو خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب نے بعض غیر احمدیوں کو تبلیغ کی۔ تو اس میں بعض غیر احمدی حسب اصول قائل ہو گئے۔ اور بھاگنے کے لئے راستہ نہ رہا۔ تو وہ بھی پیشگوئیوں پر اعتراض کرنے لگ گئے۔ جسکے جواب میں خواجہ صاحب نے انہیں سمجھایا۔ کہ دیکھو میں حضرت مرزا صاحب کی جملہ پیشگوئیوں کو سچا مانتا ہوں۔ لیکن بایں ہمہ میرے لئے یہ پیشگوئیاں کوئی معیار صداقت نہیں۔ میں تو ہمیشہ سے حضرت مسیح موعود کی پاکیزہ زندگی اور ان کی اعلیٰ تعلیم کو دیکھتا رہا ہوں۔ کہ جس کی وجہ سے آج رُوئے زمین پر کوئی احمدیوں کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں ہر اور یہی امر حضرت مرزا صاحب کی مجددیت کا زبردست ثبوت ہے۔ اور یقینی امر ہے۔ جسمیں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ غیر احمدی خواجہ صاحب کی اس تقریر کا جواب نہ دے سکے۔ اور انہیں سے ایک شخص احمدی ہو گیا۔ غالباً یہی واقعہ ہے۔ جس کی بناء پر مولوی ثناء اللہ نے کہا کہ

لاہوری پارٹی کہ احمدی پچیس ۲۵ سال کے اندر احمدیت سے تائب ہو جائینگے۔ کیونکہ میری ۲۵ سالہ کوشش کا نتیجہ ہے۔ کہ وہ اب پیشگوئیوں کو کچھ یونہی مانتے ہیں۔ جو دراصل میری فتح ہے۔

خواجہ صاحب کی تقریروں کی غرض غالباً وہ نہیں جو ثناء اللہ نے سمجھی ہے۔ لیکن مولوی ثناء اللہ کا اعتراض درحقیقت مولوی ثناء اللہ کے لئے ایک حجت ملزمہ ہے۔ سُنو۔

چاہ کن را چاہ درپیش مولوی ثناء اللہ حیات مسیح کے ثبوت سے ایسا عاجز ہو چکا ہے۔ کہ جب اس کو کبھی .. .. اس بحث کی طرف بلایا جائے۔ تو صاف انکار کر دیتا ہے۔ اور اگر مجبوراً کبھی پھنس جائے۔ تو دلائل کی بجائے چالبازیوں سے کام لیتا ہے۔ اور کبھی یوں کہدیتا ہے کہ چلو عیسیٰ علیہ السلام مر گئے۔ تو اس سے مرزا صاحب کا دعوےٰ ثابت تو نہیں ہو جاتا

اور کبھی دہریم یاں سے کے جواب کہہ بیٹھتا ہے۔ کہ قرآن میں عیسےٰ کے آسمان پر جانے کا ذکر نہیں ہے۔ اور کبھی کوئی غیر احمدی ہی حیات کا ثبوت پوچھتا ہے۔ تو کہدیتا ہے کہ قرآن میں تو ثبوت نہیں۔ حدیث میں آنے کا ذکر ہے۔ غرض گرگٹ کی طرح مختلف رنگ بدلتے رہتے ہیں اس لئے ہم مولوی صاحب کے اس اعتراض کے موافق جو لاہوری پارٹی پر انہوں نے کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کو بھی دراصل حیات مسیح پر ایمان نہیں ہے۔

پیشگوئیوں پر بحث ہم بفضل خدا پیشگوئیوں پر بھی بحث کرتے ہیں اور کرینگے اور ہر میدان میں ان کی صداقت کا ثبوت دینے کے لئے طیار ہیں۔ ہاں پیشگوئیوں پر بحث کرنے سے پہلے پیشگوئیوں کی صحت کا معیار بھی دیکھنا ضروری ہے کیونکہ بغیر کسی معیار کے امتحان مشکل ہوتا ہے۔ اور خود مولوی ثناء اللہ کو قرآنی پیشگوئیوں کی صداقت کا ثبوت دینا مشکل ہو گا۔ چنانچہ بطور نمونہ ایک واقعہ عرض کرتا ہوں :-

طاعون کے متعلق مسیح موعود کی پیشگوئی طاعون کے متعلق جو حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی ہے اسپر مولوی ثناء اللہ نے اعتراض کیا۔ کہ پہلے تو مرزا صاحب تمام قادیان کو بلا امتیاز نیک وبد طاعون سے بچنے کی خبر دیتے رہے لیکن جب چوہڑوں میں طاعون ہوئی تو کہا کہ پیشگوئی میں اوی القریہ ہے۔ اور قریہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ہمارے ساتھ ملکر کھانیوالے ہیں۔ لیکن جب محمد افضل ایڈیٹر اخبار البدر طاعون کا شکار ہوا۔ تو مرزا صاحب نے پیشگوئی کا دائرہ اور تنگ کر دیا۔ اور کہدیا کہ جو میری تعلیم پر پورے طور پر کاربند ہیں۔ وہ بچیں گے۔ لہذا پیشگوئی دراصل جھوٹی ہے۔

ہمارا جواب لعنۃ اللہ علی الکاذبین یقیناً مولوی صاحب نے محض چالاکی سے یہ اعتراض بنایا ہے۔ ورنہ دراصل پہلے ہی دافع البلاء میں بتا دیا گیا تھا۔ کہ انسانی برداشت تک قادیان میں طاعون ہو سکتی ہے۔ اور نجات صرف وہی لوگ

پائینگے - جو بکلی مسیح موعود کی تعلیم پر کاربند ہونگے - اور بعض اور وجوہات بھی ہیں - جن کی وجہ سے احمدیوں میں سے بعض کا طاعونی موت سے شہید ہو جانا کشتی نوح میں بیان کیا گیا ہے - اور ہر منصف مزاج کشتی نوح اور دافع البلاء کو پڑھکر مولوی ثناءاللہ کے کاذب منتقی ہونے کا معترف ہو جائیگا - مگر مجھے تو یہاں اس اعتراض کو بعینہٖ مولوی ثناءاللہ پر لوٹا کر یہ دکھانا ہے - کہ واقعی پیشگوئیوں پر بحث سے پہلے ان کے متعلق منہاج نبوت کو جان لینا ضروری ہے - ورنہ مکذبین انبیاء کو سچا ماننا پڑے گا ؛

نوح کی پیشگوئی

قرآن شریف ہمیں بتاتا ہے - کہ حضرت نوح کو خدا نے ان کی بیوی کے سوا باقی اہل کے طوفان سے بچ رہنے کی خبر دی لیکن جب حضرت نوح کا بیٹا غرق آب ہوا - تو خود حضرت نوح علیہ السلام کو تردد پیدا ہوا - اور انہوں نے خدا تعالےٰ کے حضور عرض کی کہ یا اللہ تیرے وعدے تو سچے ہیں - اور یہ میرا بیٹا تو میرے اہل میں سے ہے تب خدا تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی بتلایا کہ نہیں وہ تیری اہل میں سے نہیں - کیونکہ اس کے عمل اچھے نہیں ہیں ؛

ثناءاللہ سے سوال

ہم تو ایمان لاتے ہیں کہ فی الحقیقۃ بات یہی ہے - لیکن مولوی صاحب کے اعتراض کے مطابق کوئی منکر اسلام اگر یہ کہے کہ اصل میں نوح علیہ السلام کشتی میں بیٹھے - بچ گئے اور کشتی کے ذریعہ بچنا ایک معمولی بات ہے - ان کا اپنا بیٹا جو خاص اہل میں سے تھا - بلکہ وارث تھا - وہی ڈوب گیا - لہذا پیشگوئی جھوٹی نکلی - اور یہ کہنا کہ وہ بدعمل تھا - یہ تو دراصل بعد میں پیشگوئی کو "سیکرٹ نا" ہے - تاکہ خفت کسی قدر ہلکی ہو جاوے - تو کیا مولوی ثناءاللہ صاحب بھی کوئی جواب دیکتے ہیں - اگر وہ کوئی جواب دیکتے ہیں تو بہتر ہے وہ اسے شائع کریں - اور پھر ہم دکھا دینگے - کہ قادیان میں طاعون کے متعلق جو پیشگوئی کے غلط ہونے کا یا پیشگوئی کو سیکیڑنے کا ان کو اعتراض تھا - وہ خود انہیں کی زبان قلم سے باطل ہو چکا - مگر میں جانتا ہوں کہ مولوی صاحب کبھی اس طرف رُخ بھی نہ کرینگے - کیونکہ ان کے جھوٹے اعتراضوں کی اس طرح قلعی کھل جاتی ہے اگر مولوی ثناءاللہ نے اس اعتراض کا جواب نہ دیا - تو ہم سمجھ لینگے - کہ وہ جواب سے عاجز ہیں - اور اگر جواب وہی دیا - جو ہم منکران مسیح موعود کو دیا کرتے ہیں - تو دنیا جان لیگی - کہ مولوی صاحب کی مخالفت محض ضد و تعصب سے ہے - اور مسیح موعود کی پیشگوئیاں دراصل سچی ہیں ؛

مولوی ثناءاللہ کو آخری چیلنج

اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے میں پہلے چیلنجوں کے تکملہ کے طور پر مولوی صاحب کو چیلنج کرتا ہوں - کہ وہ تحریراً یا تقریراً - میرے ساتھ حضرت مسیح موعود کی آخری فیصلہ والی دعا کے متعلق چاہے اس طرح بحث کریں - کہ آیا اس دعا کی رُو سے کون صادق ہے - اور کون کاذب - اور چاہے یہ بحث کریں کہ آیا وہ دعا وحی الہی سے کی گئی - اور آیا اس دعا کے بعد اسکی قبولیت کا کوئی الہام ہوا تھا - غرض جس طرح مولوی صاحب چاہیں - میں تیار ہوں - مگر میں جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے کبھی یہ بحث نہیں کرینگے - کیونکہ وہ بھی جانتے ہیں کہ اصل حقیقت کیا ہے -

عمرالدین احمدی - از شملہ

سکرٹری تبلیغ

(۱۷)

حسب ارشاد حضرت اقدس تمام جماعتوں کے سکرٹریوں کو لکھا گیا تھا کہ اپنی اپنی جگہ ایک ایسا شخص مقرر کرکے اطلاع دیں - کہ جو اپنے علاقہ کی تبلیغ کا ہر طرح سے ذمہ دار ہو - اور ہر ایک احمدی بھائی سے اس کی قابلیت کے مطابق مناسب طرز پر تبلیغ کرادے - اور تبلیغ کے راستہ میں جو رکاوٹیں پیش آئیں - ان کو دور کرنے کی کوشش کرے - اور حضرت خلیفہ ثانی سلمہ اللہ کو اپنے علاقہ کی تبلیغ کے متعلق مکمل رپورٹ باقاعدہ بھیجتا رہے - اسکے علاوہ مندرجہ ذیل اصحاب اپنے اپنے علاقہ کے تبلیغی سکرٹری مقرر کئے گئے ہیں - امید ہے - ہمارے نئے سکرٹری صاحبان حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خواہش کے مطابق اپنی ذمہ داری کو پوری طرح محسوس کرکے اس مبارک کام کو بہت جلد شروع کر دینگے - اور باقی سب بھائی بھی اس کام میں ان کی ہر طرح سے مدد کرکے عنداللہ ماجور ہونگے ؛

نمبر	مقام	نام
(۱)	سیالکوٹ -	مولوی محمد اسمٰعیل صاحب
(۲)	لاہور -	سید دلاور شاہ صاحب
(۳)	فیروز پور -	میاں محمد امیر صاحب -
(۴)	گورداسپور -	منشی عبدالرحیم صاحب
(۵)	اٹاوہ -	حکیم قربان حسین صاحب
(۶)	سنگھڑ ضلع ڈیرہ غازیخان -	سردار شیر محمد خان صاحب تیسیرانی
(۷)	” تحصیل ”	مولوی محمد عثمان صاحب
(۸)	تحصیل جام پور	منشی دوست محمد خان صاحب
(۹)	” راجن پور -	حکیم عبدالخالق صاحب
(۱۰)	تہال ضلع گجرات -	منشی سلطان عالم صاحب
(۱۱)	تحصیل پھالیہ ” ”	مولوی غوث محمد صاحب
(۱۲)	ببے ہالی ضلع گورداسپور -	مولوی الٰہی بخش صاحب
(۱۳)	سرتیح تحصیل بٹالہ -	میاں عبداللہ صاحب
(۱۴)	چنگا بنگیاں تحصیل گوجرخان	مولوی محمد فضل صاحب

(نوٹ) جہاں اس کے متعلق اطلاع نہ پہونچی ہو یا ابھی تک کوئی شخص سکرٹری مقرر نہ کیا گیا ہو - وہاں بہت جلد تبلیغی سکرٹری مقرر کرکے خاکسار کو اطلاع دیں - والسلام

خاکسار رحیم بخش - ناظر تالیف و اشاعت - قادیان

اعلان

مندرجہ ذیل موصیوں کو چندہ شرط اول بھیجنے کے لئے کئی بار لکھا گیا ہے مگر نہ تو جواب آیا نہ چندہ شرط اول - اس لئے بامر مجبوری وصایا داخل دفتر کرکے اخبار میں اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر چندہ شرط اول اب بھی نہ آیا تو ان وصایا پر مزید کوئی کارروائی نہیں کیجاوے گی الّا جن سے اول الذکر کا عشر حصہ وصیت بھی وصول ہو چکا ہوا ہے

(۱) نور بی بی زوجہ نعمت علی شاہ قوم سید ساکن مالیر کوٹلہ

(۲) غوث محمد ولد عبداللہ بھٹی موضع لوریانوالی ضلع گجرات

سید محمد اسحٰق - افسر مقبرہ بہشتی قادیان

قاضی فضل احمد کی شکست اور اُس کے فیصلہ کی حقیقت

الفضل مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۱۹ء میں قاضی فضل احمد لودہیانوی کی (جو سلسلہ کا پرانا اور ہارا ہوا دشمن ہے) غلط بیانی کی تردید کرکے ہم نے اچھی طرح ثابت کر دیا ہے کہ موضع ملود میں قاضی صاحب کو ایسی شکست ہوئی کہ دوسرے ہی دن بھاگنا پڑا۔ اور اپنی پردہ پوشی کے لئے از حد غلط بیانی سے کام لے کر اپنے لئے مزید ذلت کا سامان پیدا کر لیا۔ اور بقول سابق صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لودھیانہ "نیم ملاں" ہونے کی وجہ سے ایسی ذلت اسکو نصیب ہوئی۔ جو کہ یہاں کے ملانوں مثل سید وزیر علی۔ عبدالحکیم قصاب نو مسلم (مسلمان ہونے کی وجہ گاؤں والے اور ارد گرد کے لوگ خوب جانتے ہیں) اور نابینا حافظ کو بھی جنہوں نے کئی دفعہ ہار کر قاضی صاحب کو بلایا تھا۔ کبھی نہ ہوئی تھی۔ اب "مرتا کیا نہ کرتا" کے مطابق ہمارے ہارے ہوئے اور کئی دفعہ بھگائے ہوئے دشمن سید وزیر علی اور عبدالحکیم قصاب وغیرہ قاضی صاحب کے شائع کردہ فیصلہ مندرجہ پیسہ اخبار کی آڑ لے کر اپنی اور انکی لاج رکھنے کی فضول کوشش کر رہے ہیں۔ اس لئے فیصلہ کی حقیقت ظاہر کرنی مناسب ہے۔

(۱) قاضی صاحب کا شائع کردہ فیصلہ (جو دراصل فیصلہ نہیں۔ کیونکہ یہ صاحبان ثالث نہیں بنائے گئے تھے) ایک عجیب فیصلہ ہے جسمیں نہ کوئی دلیل ہے نہ وجہ۔ لودھیانہ میں جو فیصلہ قاضی صاحب کے خلاف ہوا ہے۔ اور جس کا نام سنتے ہی قاضی صاحب کے ہوش ہارے گئے تھے۔ اسمیں دلیل سے اس کی اپنی زبانی اسے جھوٹا ثابت کرکے بے علم قرار دیا گیا ہے۔ اس فیصلہ کا جو ایک عالم اور معزز سرکاری افسر حاکم ضلع کا فیصلہ ہے میاں وزیر علی اور عبدالحکیم وغیرہ پر کوئی اثر نہیں۔ حالانکہ اپیل کرنے پر بھی یہ فیصلہ قائم رہا۔ مگر قاضی صاحب کا شائع کردہ فیصلہ جو کسی تسلیم کردہ ثالث نے نہیں دیا۔ ان کے نزدیک آسمانی وحی ہے۔ لعنت ہے ایسی مندبر۔

(۲) جو لوگ قاضی صاحب کے وعظ میں موجود تھے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ قاضی صاحب نے علاوہ ان دو امور مندرجہ فیصلہ کے اور بہت سے فضول اور جھوٹے اعتراضات مثلاً حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ خدا۔ خدا کا بیٹا اور باپ ہونے کا ہے۔ آپ کی وفات ہیضہ سے ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں۔ معجزات کا انکار وغیرہ بھی کئے تھے مگر ان کا فیصلہ میں ذکر نہیں۔ گویا یہ سب اعتراضات جھوٹے تھے۔ اور توڑے مروڑے ہوئے تھے۔ تبھی تو ان کو بغیر ڈکار کے ہضم کر لیا گیا۔ اگر سچے ہوتے۔ تو ان کا ضرور ذکر ہوتا۔ اگر کہو کہ یہ سب "مسلمان ہونیکے" مسئلہ میں آجاتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ الہامات بدرجہ اولیٰ اس میں شامل ہیں۔ پھر ان کا ذکر الگ کرنا فضول ہے۔ شاید ان کا ذکر الگ کرنا دس روپے اور ایک تھان کا حق ادا کرنا ہے (رام گڑھ سے کچھ نہیں ملا۔ صرف ملود سے میر منصب علی صاحب کی مہربانی سے جن کا صاحبزادہ وہاں سر رشتہ دار ہے۔ تھان وغیرہ ملا)

(۳) یہ ثابت کرنے کے بعد کہ یہ فیصلہ ہرگز فیصلہ نہیں (کیونکہ اس میں نہ کوئی دلیل ہے نہ ثبوت اور نہ ہی مسلمہ ثالثوں کا ہے) کوئی ضرورت نہ تھی کہ اس پر کچھ لکھا جائے۔ مگر پھر بھی ہم جھوٹے کو گھر تک پہنچانے کے لئے سید وزیر علی اور عبدالحکیم قصاب کی خاطر لکھتے ہیں :-

ناظرین کو واضح ہو کہ قاضی صاحب کا دعویٰ احمدیوں کو کافر ثابت کرنا تھا۔ اور یہی اصل جھگڑا تھا۔ اس سے وزیر علی عبدالحکیم قصاب اور حافظ صاحب جو دن رات کفر کفر کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں۔ بھی بے خبر نہیں۔ اور ہمارے ذمہ اس کی تردید تھی۔ اب میاں جی۔ حافظ اور ان کا یار عبدالحکیم اور مشیر کار شہزادہ گوجر (جو خود اُردو بھی اچھی طرح پڑھ لکھ نہیں سکتے) کسی سے فیصلہ پڑھوالیں اور بتائیں کہ کیا قاضی صاحب کا دعویٰ ثابت ہو گیا۔ کیا اس میں کہیں یہ بھی لکھا ہے کہ احمدی کافر ثابت ہو گئے۔ پھر کہاں گئی وہ شیخی کہ قرآن و حدیث اور فتووں سے احمدیوں کی کتابوں سے ان کا کافر ہونا ثابت کیا جائیگا۔ دیکھئے آپ کے ثالثوں نے یہ لکھا ہے کہ "یہ بحث طلب امر ہے" یعنی ابھی احمدی کافر ثابت نہیں ہوئے۔ غور کرو خود ہی جھوٹ کہا کہ ثالثوں نے فیصلہ دیا ہے حالانکہ کوئی ثالث نہ تھا۔ اب ثالثوں کی زبانی ہی تم جھوٹے ہو گئے اور ساری کوشش پر پانی پھر گیا۔ قاضی صاحب غور کریں کہ دوسرا مسئلہ پہلے کی تقویت نہیں۔ بلکہ پہلا مسئلہ دوسرے کی لغویت ظاہر کر رہا ہے۔ یعنی کفر ثابت نہ ہوا۔ اس لئے الہامات بھی ہرگز جھوٹے نہیں۔ بلکہ آپ ہی جھوٹے ہیں۔ مہربانی کرکے ثالثوں کا ثالث آپ نہ بن بیٹھیں۔ قرآن و حدیث کا علم نہ سید وزیر علی کو نہ عبدالحکیم کو اور نہ ہی قاضی صاحب کو نصیب ہے ہاں فتووں کا تعویذ بنا کر گلے میں ڈال لو۔ کیا قاضی صاحب کا یہ فتویٰ کہ دیوبندی کافر۔ سنی مسلمان دس ہزار میں سے ۹۹۹۹ کافر ہیں بھول گیا؟ بلکہ قاضی صاحب خود بھی اپنے فتوے کے نیچے آگئے۔ کیا قاضی صاحب نے یہ نہیں لکھا۔ کہ دیوبند والوں کے کفر کے فتویٰ عرب سے آئے ہیں۔ یہ بھی مثال ہے کہ قاضی صاحب کے فتویٰ کی رُو سے ملود۔ رام گڑھ اور کھیڑی میں ایک بھی مسلمان نہیں۔ پھر ہمیں کیا گلہ؟

شروع مضمون میں قاضی صاحب نے یہ بھی لکھا کہ احمدی حضرت عیسیٰ کی وفات پر زور دیتے ہیں۔ حالانکہ بہت سی کتابیں اس بحث پر موجود ہیں۔ جن کا جواب احمدیوں سے نہیں ہو سکا۔ قاضی صاحب ایمان سے کہنا کہ ملود میں کیا صرف وفات مسیح پر زور دیا گیا تھا یا ہر بات میں آپ کا قافیہ تنگ کیا گیا تھا۔ اگر بقول آپکے احمدیوں سے کتابوں کا جواب نہیں ہو سکا۔ اور خود حضرت مرزا صاحب بھی زک اُٹھا چکے تھے۔ تو آپ کو یا آپ کے ہم پیشہ ملانوں کو وفات مسیح پر بحث کرنے سے بخار کیوں چڑھ جاتا ہے۔ ذرا سید وزیر علی اور عبدالحکیم اور حافظ وغیرہ کو حوصلہ دلائیں کہ اس مسئلہ پر گفتگو تو کریں۔ گو آپ خود بھی ملود میں ھل کنت الا بشرا رسولا والی آیت کا کوئی جواب نہ دے سکے۔

آخر میں ہم نمبروار وہ ذلتیں درج کرتے ہیں۔ جو ہمارے دشمنوں کو رام گڈھ میں نصیب ہوئیں۔

(۱) قاضی صاحب کو مولوی بنا کر لایا گیا۔ اور وہ بھی جبہ پہنکر مولوی کا سوانگ بنکر آئے۔ مگر آخر پردہ فاش ہو گیا۔ آپ نیم ملاں اور ملازم پولیس نکلے۔

(۲) احمدیوں کو کافر ثابت کرنیکی کوشش میں دیوبندی سُنی مسلمان اور خود بھی کافر ثابت ہو گئے۔ (دیکھو فیصلہ لودھیانہ)

(۳) گاؤں والوں کو یہ اچھی طرح پتہ لگ گیا کہ سید وزیر علی

عبدالحکیم اور حافظ میں بحث کی طاقت اور لیاقت ذرا بھی نہیں ہے۔ ورنہ کیوں سید وزیر علی وغیرہ سامنے آنے سے ڈرتے ہیں۔ حالانکہ وہ گاؤں والوں کا نمک کھاتے ہیں۔ انکو ضروری تھا کہ خود ہی بحث کرتے۔

(۴) احمدیوں کو بائیکاٹ کرنے کی لوگوں کو ترغیب دی۔ مگر ان کو سخت ناکامی ہوئی۔ میاں جی یا عبدالحکیم ذرا جواب تو دیں کہ عید تو گذر گئی۔

(۵) پہلے میاں وزیر علی وغیرہ نے لوگوں کو جمع کرکے احمدیوں سے قطع تعلق کرنے کو کہا۔ اور لوہا بہانہ تک گئے۔ مگر اب خود ہی انکار کرتے ہیں کہ ہم نے تو ایسا کیا ہی نہیں جس پر ایک شریف مسلمان نے ہمارے سامنے اس کو ملامت کی۔ کہ جھوٹ مت بولو تم نے میرے سامنے ایسا کہا۔

(۶) اس بحث وغیرہ میں ان کا جو خرچ ہوا۔ وہ ایک یتیم کی رقم میں سے جو مسلمانوں نے چندہ کرکے جمع کی تھی۔ ادا کیا گیا۔ حالانکہ مسلمانوں کو اس کا علم بھی نہیں۔ اب اس کا کوئی جواب نہیں دیتے ۞

(۷) باوجود مخالفت کے احمدیوں کی تعداد بڑھ گئی۔ اول صرف ایک احمدی تھا۔ اب بیس کے قریب ہیں۔ گویا خود کھیڑی رام گڑھ الگ الگ نماز جمعہ ہو سکتی ہے ۞

سید وزیر علی اور عبدالحکیم وغیرہ رام گڑھ کے باشندے نہیں ہیں۔ بلکہ باہر سے آئے ہوئے ہیں۔ اس لئے ہم کو انکی پرواہ نہیں۔ ہاں چونکہ فساد کرتے ہیں اول نمبر پر ہیں۔ اس لئے ہم ان کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اس شرارت سے باز آجائیں۔ ورنہ ہم ان کے مفصل حالات پھر ظاہر کرینگے گاؤں والے تو واقف ہیں ۞

سید وزیر علی کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ جب سے احمدیوں کی مخالفت کرنے لگے ہیں۔ انکی حالت کیسی ہے اور پہلے کیسی تھی۔ تفصیل کی ضرورت نہیں ۞

لطیفہ۔ قاضی فضل احمد کے ساتھ میر منصب علی صاحب لدھیانوی تشریف لائے تھے۔ اور وعظ میں موجود تھے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ کسی نے مرزا صاحب کو نماز پڑھتے کبھی نہیں دیکھا ہم نے میر صاحب موصوف کا نام لیا کہ انہوں نے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں۔ اگر نہیں تو انکار کردیں۔ میر صاحب موصوف نے انکار کیا (۸) قاضی صاحب بار بار کہتے تھے کہ کوئی مولوی صاحب لاؤ۔ ہم نے کہا کہ آپ تو ملاں بھی پورے نہیں۔ آپ کے بھگا دینے کو مولوی صاحب کی کیا ضرورت ہے۔ ہم ہی کافی ہیں۔ خاکسار فضل کریم انگلش ٹیچر۔ موضع رام گڑھ سرداراں۔ ضلع لدھیانہ ۞

ممالک غیر کی خبریں

عہدنامہ صلح کی تصدیق۔ (لنڈن۔ ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۱۹ء) ملک معظم نے صلحنامہ کی تصدیق کردی ہے۔

بلغاریہ کو مہلت (پیرس۔ ۱۰۔ اکتوبر) بلغاریہ کو ۲۴ اکتوبر تک مہلت دیگئی ہے۔ کہ وہ اس میعاد کے اندر صلحنامہ کے متعلق اپنے جوابات تیار کرے۔

پریزیڈنٹ ولسن۔ (واشنگٹن۔ ۱۰۔ اکتوبر) پریزیڈنٹ ولسن اب رو بصحت ہیں۔ لیکن تاحال بستر علالت پر ہیں۔

گورنمنٹ فرانس نے صلحنامہ کو تسلیم کرلیا۔ (پیرس ۱۱۔ اکتوبر) سینیٹ نے باتفاق رائے صلحنامہ کو اور امریکہ انگلستان اور فرانس کے باہمی اقرارنامہ کو تسلیم کرلیا ہے۔

ٹرکی کا مستقبل۔ (قسطنطنیہ۔ ۱۰۔ اکتوبر) ٹرکی میں صورت معاملات بدرجہ غایت نازک ہورہی ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ دول متحدہ وہاں ایک اور دقت طلب امر کو حل کرنے پر مجبور رہوں ۞

مصر میں بدامنی۔ (لنڈن۔ ۱۰۔ اکتوبر) قاہرہ سے جو خبریں موصول ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریزوں کے خلاف تحریک زور پکڑ رہی ہے۔ انتہا پسند طلبار مستعد ہیں۔ کہ لارڈ ملنر کی کمیشن کو بائیکاٹ کردیں۔ ڈیلی گرافک رائے زنی کرتا ہوا رقمطراز ہے کہ جب تک مصر و ہندوستان میں اعلےٰ خاندان کے اشخاص برسر حکومت تھے سب کچھ درست ہو رہا تھا۔ لیکن اب ایسے شخص برسر حکومت ہیں۔ جن کے حق میں سوائے ان کے عہدہ اور انگریز ہونے کے اور کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا ۞

لنڈن سے کراچی تک ہوائی جہازوں کے ذریعہ سے ڈاک کا سلسلہ۔ (بمبئی۔ ۱۰۔ اکتوبر) لنڈن اور کراچی کے درمیان ہوائی جہازوں کے ذریعہ ڈاک پہنچانے کا انتظام مکمل ہونے کے قریب ہے ۞

بالٹک کی ناکہ بندی۔ (برلن۔ ۱۱۔ اکتوبر) بقول ایک جرمن اخبار کے اتحادیوں نے بحیرہ بالٹک کی بوجہ ریگا پر حملہ کرکے ناکہ بندی کا اعلان کیا ہے ۞

مسٹر بیلفور کا انتخاب۔ مسٹر بیلفور بلا مخالفت کیمبرج یونیورسٹی کے چانسلر منتخب کئے گئے ہیں۔

امریکہ میں بالشیوازم۔ (لنڈن ۱۰۔ اکتوبر) نیویارک ٹریبون کا بیان ہے۔ کہ کانوں کے مزدور سٹرائک کرنے پر آمادہ ہیں۔ ان کا خیال ہے۔ کہ ملک کو فاقہ کشی کے درجہ پہنچا کر کانوں کو سوویٹ کے زیر اثر لایا جائیگا۔ پانچہزار غیر ملکی باشندوں نے جلوس نکالا۔ لیکن پولیس نے انہیں منتشر کردیا۔ اور ان کے جھنڈے چھین لئے۔

مسئلہ فیوم کے متعلق شاہ اٹلی کی روش۔ (لنڈن۔ ۱۰۔ اکتوبر) معلوم ہوا ہے کہ فیوم میں صورت حالات ہنوز غیر فیصلہ کن ہے۔ اور امید ہے۔ کہ اس سے اٹلی میں اندرونی انتشار بدرجہ غایت پھیل جائیگا۔ کیونکہ لفٹنٹ انیونزیو کی فوج واپس آنے کا نام نہیں لیتی۔ اور اطالوی لشکر اور بحری فوج لفٹنٹ مذکور کے دستہ کو مجبور کرنے سے انکار کرتی ہے۔ معتبر طور پر معلوم ہوا ہے۔ کہ شاہ اٹلی نے دھمکی دی ہے کہ اگر بری اور بحری فوج اپنی روش نہیں بدلینگی تو وہ تخت سے دست بردار ہو جائیگا ۞

آرمینیا کو خطرہ۔ (لنڈن ۹۔ اکتوبر) برطانیہ عظمیٰ میں آرمینین حلقوں میں اس لئے انتشار پھیل گیا ہے کہ ۲ لاکھ ترکی قیدیوں کو ان کے وطن میں واپس بھیجنے کا ارادہ کیا گیا ہے۔ اہل آرمینیا کا یقین ہے۔ کہ یہ اسیران جنگ واپس آکر ان کے خلاف لڑائی میں شریک ہو جائینگے یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ آرمینیا کی جمہوری ریاست کو ترکی فوجیں گھیرے ہوئے ہیں۔ اور اسپر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ اسلئے ترکی صلحنامہ پر دستخط ہونے سے پہلے ان قیدیوں کی رہائی خطرہ سے خالی نہیں ۞

جرمن پارلیمنٹ میں شورش۔ (برلن۔ ۱۱۔ اکتوبر) قومی اجتماع کے اجلاس پر ہینکل نے سوشلسٹ اخبارات کی اشاعت بند کردینے کے متعلق گورنمنٹ پر شدید نکتہ چینی کی۔ اور یہ الزام لگایا کہ صلحنامہ کی خلاف ورزی میں طلبار اور رخصت شدہ سپاہیوں اور کسانوں اور دیگر درزشی کلبوں کے ممبروں کو مسلح کیا جارہا ہے۔ اسپر بہت کھلبلی مچ گئی۔ نیشنلسٹ فریق کے نمائندے ہرہیلفرنے تسلیم کیا کہ اس کا فریق شخصی حکومت کو از سر نو قائم کرنے کی کوشش کررہا ہے۔ وزیر ہرڈیوڈ نے دوران تقریر میں کہا۔ کہ شخصی حکومت نے جرمنی کو قعر مصیبت میں گرا دیا ہے ۞